بیادِ رفتگان

زیبا افتخار ☆

محمد قمر الزمان　(۱۱/اپریل ۲۰۱۵ء، ڈھاکہ)

بنگلہ دیش کے نام نہاد انٹرنیشنل کرائم ٹریبونل کے ایک اور شکار محمد قمر الزمان کو ۱۱/اپریل ۲۰۱۵ء کو پاکستانی وقت کے مطابق رات ساڑھے نو بجے پھانسی دے دی گئی۔ وہ بنگلہ دیش میں جماعتِ اسلامی کے رہنما تھے۔ جنہوں نے اپنی تمام تر دماغی اور جسمانی صلاحیتیں بنگالی مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے صرف کر دیں۔

محمد قمر الزمان کو حسینہ واجد کی حکومت نے جھوٹے مقدمات میں ۱۳/جولائی ۲۰۱۰ء کو گرفتار کیا۔ ۹/مئی ۲۰۱۳ء کو ایک نام نہاد عدالت نے انہیں سزائے موت سنائی۔ اس فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی اپیل پر اختلافی فیصلہ ۱۸/فروری ۲۰۱۵ء کو جاری ہوا جس میں کثرت رائے سے سزائے موت کو برقرار رکھا گیا۔ اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی جو مسترد کر دی گئی۔ اس سے قبل عبدالقادر ملا کو بھی ۱۹۷۱ء کے جنگی جرائم کے الزام میں اسی بدنام زمانہ انٹرنیشنل کرائم ٹریبونل کے فیصلے پر پھانسی دی جا چکی ہے۔ محمد قمر الزماں نے پورے وقار اور بہادری سے پھانسی گھاٹ پر اپنی موت کا استقبال کیا۔ اس وقت وہ تلاوت میں مصروف تھے۔ اگلے روز بروز اتوار ان کے آبائی گاؤں میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔

محمد قمر الزمان ۴/جولائی ۱۹۵۲ء کو شیر پور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۹ء میں میٹرک کے دوران اسلامی جمعیت طلبہ سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۷۶ء میں ڈھاکہ یونیورسٹی سے صحافت میں ایم اے کیا۔ ۱۹۷۹ء میں جماعتِ اسلامی کے رکن بن گئے۔ ۱۹۸۰ء میں عملی زندگی کا آغاز 'ڈھاکہ ڈائجسٹ' کے مدیرِ منتظم کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۸۳ء میں ہفت روزہ 'سونار بنگلہ' کی ادارت سنبھالی۔ روزنامہ 'سنگرام' کی مجلسِ ادارت کے کلیدی رکن کی حیثیت سے اہم صحافتی خدمات انجام دیں۔ وہ بنگلہ دیش کے صحافیوں

☆　ڈاکٹر زیبا افتخار، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامی تاریخ، کراچی یونیورسٹی، کراچی۔

کی پیشہ ورانہ تنظیموں مثلاً ڈھاکہ یونین آف جرنلسٹس، فیڈرل یونین آف جرنلسٹس اور نیشنل پریس کلب سے وابستہ رہے۔

۷۴-۱۹۷۳ء میں جب جنگی جرائم کے مرتکب افراد پر مجیب الرحمٰن کے دورِ حکومت میں مقدمات بنائے گئے تو ان کا کہیں ذکر نہ تھا، لیکن اب چالیس برس کے بعد حسینہ واجد کی منتقمانہ سیاست کی بھینٹ چڑھ گئے۔ وہ صرف سیاست دان اور صحافی ہی نہیں بلکہ ادیب اور دانشور بھی تھے۔ انہوں نے بنگلہ زبان میں بہت سے مضامین اور کتب تصنیف کیں۔ ان کی چند اہم کتب میں عصرِ جدید اور اسلامی انقلاب، تحریکِ اسلامی اور عالمی منظر نامہ، مغرب کا چیلنج اور اسلام، انقلابی رهنما: پروفیسر غلام اعظم، شامل ہیں۔ انہوں نے خرم مراد کی اردو کتاب قرآن کا راستہ کا بنگلہ ترجمہ بھی کیا۔

اعزاز احمد آذر (۱۶رمئی ۲۰۱۵ء، لاہور)

پنجابی اور اردو کے ادیب و شاعر اعزاز احمد آذر ۱۶رمئی ۲۰۱۵ء کو بہتر سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ لاہور میں ان کی تدفین ہوئی۔

اعزاز احمد آذر ۲۵ردسمبر ۱۹۴۲ء کو بٹالہ، بھارت میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اردو، ایم اے پنجابی اور ایم اے سیاسیات کے علاوہ ایجوکیشن اور قانون کی اسناد حاصل کیں۔ کچھ عرصہ تدریس اور وکالت سے منسلک رہنے کے بعد ۱۹۷۴ء میں وزارت اطلاعات ونشریات کے ذیلی محکمے پاکستان نیشنل سینٹر میں بطور ریزیڈنٹ ڈائریکٹر ملازمت اختیار کی۔

ان کی اہم تصانیف میں دهیان کی سیڑهیاں (شاعری: ۱۹۸۸ء)، موسم سی برساتاں دا (پنجابی شاعری: ۱۹۹۴ء)، محبت مشغلہ تهی (نظمیں: ۱۹۹۷ء)، کب صبح ملن ہو گی (اردو ماہیے: ۱۹۹۷ء)، دهوپ کا رنگ گلابی هوا (شاعری: ۲۰۰۴ء) شامل ہیں۔ ان کے مضامین اور مقالات کا ایک مجموعہ هم سخن فهم هیں اور بچوں کے لئے نظمیں اور گیت تتلی پھول اور چاند کے نام سے بھی شائع ہوئے۔

وہ ساری خوشیاں جو اس نے چاہیں اٹھا کے جھولی میں اپنی رکھ لیں
ہمارے حصے میں عذر آئے، جواز آئے، اصول آئے

ڈاکٹر آفتاب اصغر (۳۰رمئی ۲۰۱۵ء، لاہور)

ڈاکٹر آفتاب اصغر ۳۰رمئی ۲۰۱۵ء کو اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ وہ فارسی زبان کے بلند پایہ اسکالر اور استاد تھے۔ اورنٹل کالج لاہور میں شعبہ فارسی کے صدر نشین اور ڈین رہے۔ تین سال تک فردوسی چیر پر بھی مسند نشین رہے۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری تہران سے حاصل کی اور درس وتدریس کے سلسلہ میں تقریباً سات سال ایران میں مقیم رہے۔

عبداللہ حسین (۴رجولائی ۲۰۱۵ء، لاہور)

معروف ناول نگار اور مصنف عبداللہ حسین لاہور میں ۸۴ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ وہ طویل عرصے سے خون

کے سرطان میں مبتلا تھے۔ بالآخر ۴؍جولائی ۲۰۱۵ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ لاہور میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔

عبداللہ حسین کا اصلی نام محمد خان تھا۔ ۱۴؍اگست ۱۹۳۱ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے، جہاں ان کے والد سرکاری ملازمت میں تھے۔ ۱۹۳۵ء میں والد کی ریٹائرمنٹ کے بعد گجرات آ گئے۔ زمیندارہ کالج گجرات سے بی ایس سی کیا اور اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ پہلی ملازمت ۱۹۵۲ء میں ڈالمیا سیمنٹ فیکٹری میں کی۔ پھر داؤدخیل سیمنٹ فیکٹری میں دس سال خدمات انجام دیں۔ پھر کینیڈا چلے گئے۔ جہاں سیمنٹ فیکٹری اور گیس کی کمپنی میں کام کرتے رہے۔ ملازمت کے ان ایام میں ان کی ادیبانہ شخصیت انہیں مسلسل لکھنے پڑھنے کی طرف راغب رکھے رہی۔ یہی دور تھا کہ جب ان کا شہرہ آفاق ناول اداس نسلیں (۱۹۶۳ء) شائع ہوا۔ عبداللہ حسین کے ناولوں میں اداس نسلیں کے علاوہ باگھ (۱۹۸۲ء)، قید (۱۹۸۹ء)، نادار لوگ (۱۹۹۶ء) اور رات شامل ہیں۔ ان کے افسانوں کا مجموعہ نشیب کے عنوان سے ۱۹۸۱ء میں شائع ہو کر مقبول ہوا۔ انہوں نے اپنے ناول اداس نسلیں کا انگریزی ترجمہ *Wearing Generations* کے نام سے خود کیا۔ ان کے انتقال سے اردو ناول نگاری کے میدان میں پیدا ہونے والا خلاء تادیر پر نہیں ہوگا۔

خان عبدالقیوم خان (۱۰؍جولائی ۲۰۱۵ء، راولپنڈی)

آزاد کشمیر کے سابق صدر اور تحریک آزادی کشمیر کے بانی سردار عبدالقیوم خان طویل علالت کے بعد ۹۱ برس کی عمر میں راولپنڈی کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔

عبدالقیوم خان ۴؍اپریل ۱۹۲۴ء کو آزاد کشمیر کے ضلع باغ کے علاقے غازی آباد میں پیدا ہوئے۔ وہ تحریک آزادی کشمیر کے بانی رہنماؤں میں سے تھے۔ اور ڈوگرہ حکمرانوں کے خلاف جہاد شروع کرنے کے لئے پہلی گولی چلانے کا اعزاز بھی انہی کو حاصل ہے۔ اسی لئے ان کو ''مجاہد اوّل'' کا لقب دیا گیا۔ انہوں نے ۲۲ سال کی عمر سے ہی فوج کی ملازمت ترک کر دی اور تحریک آزادی کشمیر کی جدوجہد کا آغاز کیا۔

مرحوم پہلی رائے شماری کمیٹی کے رکن بھی رہے۔ ۱۹۵۲ء میں آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کے رکن بنے۔ وہ ۱۹۵۶ء، ۱۹۷۱، ۱۹۸۵ء اور ۱۹۹۰ء کے الیکشن میں آزاد کشمیر کے صدر منتخب ہوتے رہے۔ ۱۹۷۹ء میں انہیں رابطہ عالم اسلامی کمیٹی کا رکن منتخب کیا گیا۔ انہوں نے ۱۹۹۱ء میں صدر آزاد کشمیر کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ جس کے بعد انہیں قانون ساز اسمبلی نے وزیر اعظم منتخب کیا۔ ۲۰۰۲ء میں پاکستان کی قومی کشمیر کمیٹی کا چیرمین بنایا گیا۔ وہ چودہ مرتبہ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے۔

خان عبدالقیوم خان نے تحریک آزادی کشمیر کے علاوہ سیاست، مذہب اور دیگر موضوعات پر انگریزی اور اردو میں کئی کتابیں تصنیف کیں، جن میں آپریشن جبرالٹر، قرآن پاک کے معجزے اور مسئلہ کشمیر کے حوالے سے متعدد مضامین شامل ہیں۔ قومی سیاست میں ان کا نام بہت احترام سے لیا جاتا ہے۔ ان کی نماز جنازہ شکر پڑیاں گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ جس میں سیاسی شخصیات، سول اور فوجی افسران سمیت سماجی شخصیات نے بڑے پیمانے پر شرکت کی۔ بعدازاں انہیں آبائی گاؤں

غازی آباد میں سپرد خاک کیا گیا۔

انجینئر حافظ نوید احمد (۱۷ر جولائی ۲۰۱۵ء، کراچی)

انجینئر حافظ نوید احمد ۲۹ر رمضان المبارک مطابق ۱۷ر جولائی ۲۰۱۵ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ ان کی تدفین اسی دن کراچی میں ہوئی۔

وہ بروز جمعہ یکم نومبر ۱۹۶۲ء کو کیماڑی، کراچی میں پیدا ہوئے۔ ان کے لڑکپن میں ان کا خاندان کیماڑی سے کورنگی منتقل ہوگیا۔ ۱۹۷۸ء میں انہوں نے میٹرک کیا اور اس کے بعد ڈی جے سائنس کالج میں داخلہ لیا۔ انہوں نے این ای ڈی سے بی ای کی ڈگری حاصل کی۔ اپنے تعلیمی دورانیے میں وہ پیپلز پارٹی سے متاثر تھے اور اس کی طلبہ تنظیم پی ایس ایف سے وابستہ تھے۔ ۱۹۸۵ء میں جماعت اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ کچھ عرصہ تبلیغی جماعت کے ساتھ رہے بالآخر تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۹۲ء میں ایک سرکاری ادارے میں بطور انجینئر ملازمت کی لیکن بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے کہنے پر ۱۹۹۴ء میں ملازمت ترک کر کے ہمہ وقت قرآن اکیڈمی اور درس وتدریس سے وابستہ ہوگئے۔

انہوں نے کراچی یونیورسٹی سے شعبہ علومِ اسلامیہ سے ایم اے کیا۔ اس کے بعد ہمہ وقت قرآن سیکھنے اور سکھانے میں مشغول ہوگئے۔ انجینئر نوید نے قرآن کو اپنا مشن بنالیا تھا۔ انہوں نے ادھیڑ عمری میں قرآن حفظ کیا۔ انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کی طرف سے قرآن فہمی کورسز کا انعقاد، نوجوان اور عوام الناس کو قرآن سے جوڑنے کے لئے ان کی مخلصانہ کوششیں ان کی زندگی کا سب سے روشن پہلو ہیں۔ تراویح کے دوران دورہ ترجمہ قرآن کا سلسلہ، ان اجتماعات کی تیاریاں، مدرسین کی تربیت میں انجینئر نوید نے شبانہ روز کوششیں کیں۔ ان کی زیادہ تر تحریریں تبلیغی اور درسی نوعیت کی تھیں۔ مثلاً چھرے کا پردہ، پاکستان میں نفاذِ شریعت: کیا، کیوں اور کیسے، سورۂ یوسف: حکمت کے موتی اور سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات وغیرہ۔ وہ گذشتہ کچھ عرصے سے مدرسین کے لئے ترجمہ برائے تدریس: قرآن حکیم پر کام کر رہے تھے اور اس کی پہلی جلد مرتب کر چکے تھے اور دوسری جلد پر کام جاری تھا۔

ضیاء خان (۲۴ر جولائی ۲۰۱۵ء، لاس اینجلس، امریکہ)

ضیاء خان جن کی شاعری اور ادبیت کو قیام سعودی عرب نے پروان چڑھایا، ۲۴ر جولائی ۲۰۱۵ء کو UCLA ہسپتال، لاس اینجلس، امریکہ میں وفات پا گئے۔ ان کی عمر اکہتر سال تھی۔ ان کی تدفین اسی دن نماز جمعہ کے بعد روز ہل میموریل پارک میں ہوئی۔

ضیاء الرحمٰن خان ۳۰ر اکتوبر ۱۹۴۴ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی چند سال کراچی میں گزارنے کے بعد مستقل رہائش راولپنڈی میں رہی۔ ہائی اسکول کی تعلیم پاکستان ایئرفورس پبلک اسکول، لوئر ٹوپہ (مری ہلز) سے مکمل کر کے گورڈن کالج، راولپنڈی سے انٹر سائنس کیا۔ ۱۹۶۶ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی ایس سی کی سند حاصل کی۔ ۱۹۷۱ء میں لاس اینجلس سے الیکٹریکل

انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد یہیں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ ان کی بیوی ٹینا امریکی نژاد مسلمان خاتون ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں امریکہ سے مختلف ممالک جانے کا دور شروع ہوا۔ وہ اپنی ملازمت کے سلسلہ میں سعودی عرب، بحرین، قطر، عمان، کویت، عرب امارات، مصر، بیلجیم اور یونان آتے جاتے رہے۔ ملازمت کے دوران چھٹیوں میں دنیا کے بیشتر ممالک کی سیاحت کی۔ مشرق وسطیٰ میں قیام کے دوران شعروشاعری کی طرف خاص توجہ دی اور یہاں کی ادبی محفلوں کے جانے پہچانے شاعر بن گئے۔ ان کا کوئی شعری مجموعہ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ البتہ مختلف رسائل و جرائد میں ان کی نظمیں اور غزلیں شائع ہوتی رہیں۔

میں نے صحرا قریب سے دیکھا
کتنی بارش ہو نم نہیں ہوتا
فلسفۂ زیست ہے ضیاء اتنا
پلکیں جھپکیں تو دم نہیں ہوگا

ڈاکٹر عبدالکلام (۲۷؍جولائی ۲۰۱۵ء، تامل ناڈو)

بھارت کے سابق مسلمان صدر اور ممتاز سائنسدان عبدالکلام ۲۷؍جولائی ۲۰۱۵ء کو انتقال کر گئے۔ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی اور دیگر اعلیٰ حکام نے ان کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کیا۔ عوام کی طرف سے بھی ان کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔

عبدالکلام ۱۵؍اکتوبر ۱۹۳۱ء کو تامل ناڈو میں پیدا ہوئے۔ پیشہ کے لحاظ سے وہ ایک سائنسدان اور انجینئر تھے۔ عبدالکلام نے اعلیٰ تعلیم کے لیے ایرو اسپیس انجینئرنگ انسٹیٹیوٹ میں داخلہ لیا۔ وہ ایک فائٹر پائلٹ بننا چاہتے تھے لیکن وہ انڈین ایئر فورس کے امتحان میں ناکام رہے۔ تب انہوں نے ڈیفنس ریسرچ ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن (*DRDO*) میں بحیثیت سائنسدان خدمات انجام دینا شروع کیں۔ اس کے بعد انہیں وزیر اعظم ہند کی طرف سے انڈین اسپیس ریسرچ آرگنائزیشن (*ISRO*) کا چیف سائنٹفک ایڈوائزر مقرر کیا گیا۔ اس عہدے پر بھی ان کا کام نہایت اہم رہا۔ *Pokharan II* کا نیوکلر ٹیسٹ انہی کا مرہون منت ہے۔

۲۰۰۲ء میں بھارتیہ جنتہ پارٹی (BJP) کی سیٹ سے انڈیا کے صدر مقرر ہوئے۔ وہ انڈیا کے گیارہویں صدر تھے۔ ۲۰۰۷ء تک صدارتی خدمات انجام دینے کے بعد *Anna* یونیورسٹی چلے گئے جہاں انہیں ایرو اسپیس انجینئرنگ میں پروفیسر کا عہدہ دیا گیا۔ انہی دنوں عبدالکلام متعدد یونیورسٹیوں میں لیکچر دیتے رہے۔ عبدالکلام نے کئی کتابیں بھی لکھیں جن میں:

1. *India 2020: A vision for the new Millenium.* (1998)
2. *Wings of four: An Autobiography.* (1999)
3. *Ignited Minds: Unleashing the Power within India.*

4. *A Manifesto for change: A sequel to India 2020.* (2014)

شامل ہیں۔ ہندوستان کی حکومت کی طرف سے آپ کو کئی ایوارڈز سے بھی نوازا گیا۔ عبدالکلام نے ساری زندگی شادی نہ کی اور زندگی کے آخری ایام تک فعال رہے۔ ایک لیکچر کے دوران اچانک انہیں دل کا دورہ پڑا اور وہ گر پڑے۔ فوری طور پر انہیں ہسپتال پہنچایا گیا، جہاں وہ جان کی بازی ہار گئے۔ تدفین ان کے آبائی علاقے تامل ناڈو میں عمل میں آئی۔

ڈاکٹر حسرت کاسگنجوی (۳۰ر جولائی ۲۰۱۵ء، حیدر آباد)

ڈاکٹر عبدالحق خان جو علمی و ادبی دنیا میں حسرت کاسگنجوی کے نام سے مشہور ہیں ۳۰ر جولائی ۲۰۱۵ء کو اسی برس کی عمر میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ ان کی تدفین حیدر آباد میں ہوئی۔

مشہور ناول نگار، شاعر، ادیب اور نقاد حسرت کاسگنجوی ۱۲ر نومبر ۱۹۳۶ء کو کاسگنج ضلع ایٹہ، یو پی، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ انہوں نے ہجرت کے مسائل اور مصائب برداشت کیے اور حیدر آباد میں طرحِ اقامت ڈالی۔ انہوں نے سندھ یونیورسٹی سے اردو میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ معاملاتِ روزگار سے نبٹنے کے لئے دورِ طالب علمی سے ہی ملازمت کرتے رہے۔ انہوں نے دوسرا ایم اے انگریزی میں کیا ساتھ ہی ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کی۔ پی ایچ ڈی کی سند بھی انہوں نے سندھ یونیورسٹی سے حاصل کی۔ ابتداء میں وہ ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت کرتے رہے بعد میں وہ سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ سے وابستہ ہوئے۔ یہیں سے وہ سینئر ٹیکسٹ بک اسپیشلسٹ کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

ان کی مطبوعات میں ناول، افسانے، مجموعہ کلام اور تنقید پر کتب شامل ہیں۔ ان کی ادبی زندگی کا آغاز ناول نگار کے طور پر ہوا۔ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں ان کے کئی ناول منظرِ عام پر آئے مثلاً نغمہ محبت، پیار کی راھیں، بے شرم، دل کے داغ جلے، مفت ہوئے بدنام، بھاریں اُداس ھیں (۱۹۷۲ء) اور خارزاروں میں (۱۹۸۰ء)۔ ان میں سے بیشتر ناول کراچی سے شائع ہوئے۔ افسانوں کے چار مجموعے بھی کراچی سے شائع ہوئے جن میں آدھا سورج آدھا سایہ (۱۹۷۸ء)، زخم بنے پھول (۱۹۹۴ء)، محو تماشہ ھوں (۱۹۸۵ء) اور زھر جیسی کڑوی (۲۰۰۰ء) شامل ہیں۔

ناول اور افسانوں کے بعد ان کا رجحان تحقیق و تنقید کی طرف ہو گیا اور اس حوالے سے ان کی چار کتابیں سامنے آئیں۔ ادب: علمی اور فکری زاویے (۱۹۹۴ء)، بیسویں صدی میں اردو ادب (۱۹۹۴ء)، مطالعہ اقبال (۱۹۹۴ء)، اور ادبی ورثہ وغیرہ۔

مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ تراجم، تدوینی کام، مجموعہ مضامین اور مجموعہ کلام ملا کر ان کی کتابوں کی تعداد پچاس سے زائد بنتی ہے۔ ان کی ادبی خدمات پر انہیں نقوش ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

جنرل حمید گل (۱۶ر اگست ۲۰۱۵ء، اسلام آباد)

افغان جہاد کے منصوبہ ساز، آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل حمید گل ۱۶ر اگست ۲۰۱۵ء کو انتقال کر گئے۔ بریں

ہیمبرج ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔انہیں فوری CMH منتقل کیا گیا، جہاں وہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ۷۹ سال تھی اور آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مری میں مقیم تھے۔

حمید گل ۲۰ رنومبر ۱۹۳۶ء کو سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان سوات کا رہائشی تھا۔ جو بعد ازاں لاہور اور پھر سرگودھا منتقل ہوا، جہاں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آبائی گاؤں میں حاصل کی۔ان کا تعلق یوسف زئی قبیلے سے تھا۔حمید گل نے گورنمنٹ کالج آف لاہور سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد پاکستان ملٹری کاکول میں داخلہ لیا۔ ۱۹۶۵اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں میں حصہ لیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں حمید گل چونڈہ محاذ پر ٹینک کمانڈر تھے۔ ان کی اعلیٰ خدمات پر انہیں ستارہ بسالت، ستارہ امتیاز اور ہلالِ امتیاز سے نوازا گیا۔ ۷۱ء کی جنگ کے بعد انہیں بٹالین کمانڈر کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ جس پر وہ ۷۶ء تک مقرر رہے۔ بعد ازاں آئی ایس آئی کے سربراہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں چئیر مین جوائنٹ چیف آف اسٹاف کمیٹی کے عہدے پر ترقی دی گئی۔

حمید گل ریٹائرڈ فوجیوں کی تنظیم ایکس سروس مین سوسائٹی کے صدر بھی تھے۔ دفاعی اور جنگی امور پر جنرل (ر) حمید گل سند کا درجہ رکھتے تھے۔ وہ اُن چند جرنیلوں میں سے تھے جو آخری وقت تک فعال رہے۔ جہاد افغانستان کے حوالے سے صرف قومی ہی نہیں بین الاقوامی شہرت کے حامل تھے۔ وہ نظریاتی سوچ اور اسلامی فکر کے حامل عسکری تجزیہ نگار تھے۔ امریکہ اور بھارت پر کڑی تنقید کرتے، کشمیر کے پاکستان کا حصہ ہونے پر واضح موقف رکھتے تھے۔

ان کے جنازہ میں آرمی چیف جنرل راحیل شریف سمیت فوج کے سربراہان اور ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ ان کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ اسلام آباد میں سپرد خاک کیا گیا۔

عبدالحفیظ پیرزادہ (۱رستمبر ۲۰۱۵ء، لندن)

معروف قانون دان عبدالحفیظ پیرزادہ ۷۴ برس کی عمر میں لندن میں انتقال کر گئے۔ وہ کچھ عرصے سے علیل تھے اور لندن کے ہسپتال میں زیرِ علاج تھے۔ ان کا شمار ذوالفقار علی بھٹو کے قریبی ساتھیوں میں ہوتا تھا اور وہ پیپلز پارٹی کے بانی اراکین میں شامل تھے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی تیاری میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ وہ وزارت قانون کے عہدے پر بھی فائز رہے تھے۔ ان کی عملی زندگی کی آخری سرگرمی انتخابی دھاندلی کیس میں تحریکِ انصاف کی وکالت تھی۔

مطبوعات جدیدہ

(نئی کتابوں اور رسالوں کا مختصر تعارف)

محمد سہیل شفیق ☆

١۔ محاضراتِ تعلیم ،ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن، دسمبر٢٠١٤ء (طبع ثانی)، کراچی: دار العلم والتحقیق، صفحات: ٣٦٥، قیمت: ٣٥٠ روپے، برائے رابطہ: فون: ٠٢١-٣٦٦٨٤٧٩٠۔

کسی بھی قوم کے عروج وزوال میں تعلیم اور نصاب تعلیم کا کردار کسی ذی شعور سے پوشیدہ نہیں۔ ہمارے تعلیمی مسائل پر مختلف جہتوں سے بہت کچھ لکھا گیا ہے اور تعلیمی موضوعات پر ایک وقیع سرمایہ ہمارے پاس موجود ہے۔ پیش نظر کتاب دینی تعلیم کے منہج، اسلوب، نصاب اور نظام پر مشتمل دینی وعصری علوم سے بہرہ ور ممتاز عالم اور محقق ڈاکٹر محمود احمد غازی (م:٢٠١٠ء) کے مختلف خطبات کا مجموعہ ہے جو متفرق مواقع پر دیے گئے۔ ان میں سے ہر خطبہ اپنی جگہ ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مجموعے کی ترتیب وتدوین کا فریضہ ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن (مدیر: ششماہی السیرۃ، کراچی) نے انجام دیا ہے۔ یہ مجموعہ ٢٠٠٩ء میں مسلمانوں کا دینی و عصری نظام تعلیم کے عنوان سے الشریعہ اکادمی گجراں والا سے شائع ہوا تھا۔ اب اسے مزید اضافوں اور مناسب وضروری مقامات پر حواشی اور حوالوں کے ساتھ محاضرات تعلیم کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔ طبع اوّل کے پیش لفظ میں مرتبِ کتاب ڈاکٹر عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں:

> ”راقم کی نظر میں ان محاضرات کی دو خوبیاں اسے تعلیم کے حوالے سے موجود ذخیرے سے ممتاز کرتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ڈاکٹر صاحب کا تجزیہ نہایت محتاط ہے اور انھوں نے اسلاف کی خطا شماری کو مقصود بنائے بغیر ماضی کا بے لاگ تجزیہ کیا ہے اور مستقبل کے لیے ہماری راہیں متعین کی ہیں۔ دوسرے وہ جدید وقدیم، دینی وعصری دونوں طرح کے علوم سے نہ

☆ ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، کراچی یونیورسٹی، کراچی۔

صرف پوری طرح واقف ہیں بل کہ ایک عرصے سے تدریسی ذمہ داریاں بھی انجام دے رہے ہیں۔ اس بنا پر تعلیمی مسائل پر ان کی نظر وسیع بھی ہے اور عمیق بھی۔ وہ مسائل پر بات کرنے سے پہلے اسباب پر بات کرتے ہیں جن سے ان مسائل نے جنم لیا اور پھر ان کے حل کے لیے نہ صرف راہیں متعین کرتے ہیں بل کہ اس راستے میں پیش آنے والی ممکنہ رکاوٹوں کا ذکر کر کے ان اقدامات کی نشاندہی بھی کرتے ہیں جو ان رکاوٹوں کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوسکتی ہیں۔''

مختلف مواقع پر دیئے گئے دس خطبات شاملِ کتاب ہیں۔ آخر میں ڈاکٹر غازی کی دو تقاریر بعنوان ''عصر حاضر میں علما کی ذمہ داریاں'' اور ''مسلکی اختلاف اور اس کی حدود'' شامل ہیں، جنھیں ڈاکٹر شہزاد چنا نے صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔

۲۔ علامہ اقبال اور میرِ حجاز، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، جون ۲۰۱۵ء، لاہور: بزمِ اقبال، صفحات: ۷۶، قیمت: ۱۰۰ روپے، برائے رابطہ: ۲۸۔ ڈی، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔

علامہ اقبال کے سوانح، شخصیت، شاعری اور نثری آثار کا مطالعہ کریں تو نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کا تعلقِ خاطر اور آپ ﷺ کے لیے ایک گہری دلی وابستگی اور ایک والہانہ شیفتگی حیاتِ اقبال کا ایک نمایاں اور زریں باب ہے۔ علامہ اقبال کی زندگی کے ہر دور میں محبتِ رسول کا یہ جذبہ ایک زندہ، توانا اور ایک انقلاب انگیز قدر کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کردے

پیشِ نظر کتاب علامہ اقبال اور میرِ حجاز علامہ اقبال کی محبتِ رسول ﷺ کے دل گداز تذکرہ پر مشتمل ہے۔ یہ اپنے موضوع پر ایک مختصر لیکن عمدہ اور خوبصورت کتاب ہے۔ اس کتاب میں علامہ اقبال کی محبت و دل بستگی رسول، آرزوئے مدینہ، عزمِ سفرِ حجاز و روضۂ رسول پر حاضری کو خوبصورت پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۹۹۴ء میں طبع ہوئی تھی۔ ہمارے پیشِ نظر طبعِ ثانی ہے جس میں متعدد اضافے کیے گئے ہیں نیز فارسی اشعار کا ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔

کتاب کے مصنف ممتاز محقق اور ماہر اقبالیات ڈاکٹر محمد رفیع الدین ہاشمی (پ: ۱۹۴۲ء) ہیں۔ اقبالیات کے حوالے سے ہاشمی صاحب کی چند دیگر کتابوں کے نام یہ ہیں اقبال کی طویل نظمیں، خطوطِ اقبال، کتابیاتِ اقبال، تصانیفِ اقبال کا توضیحی و تحقیقی مطالعہ، اقبال: شخصیت اور فن، اقبالیات: تفہیم و تجزیہ، علامہ اقبال: مسائل و مباحث۔

۳۔ اردو میں اربعینیات، محمد عالم مختارِ حق، ۲۰۱۵ء (طبع دوم)، لاہور: محبوب عالم تھابل، صفحات: ۸۰، قیمت: تحفتاً، برائے رابطہ: فون: ۰۴۲۔۷۵۷۶۹۷۸

اربعین نویسی (یعنی چالیس احادیث کی جمع آوری) کا آغاز عربی سے ہوا۔ سب سے پہلی اربعین حضرت عبداللہ بن مبارک الحنظلی المروزی (م: ۱۸۱ھ) نے تالیف کی۔ جبکہ اربعیات میں سب سے صحیح اور مشہور اربعین حضرت امام محی الدین یحییٰ بن شرف (امام نووی، م: ۶۷۶ھ) کی ہے۔ عبداللہ بن مبارک سے لے کر تا حال اربعیات کے باب میں علماء نے اتنی تالیفات کی ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔ البتہ جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے اس میں اربعیات کی تعداد عربی، فارسی اور ترکی جیسی قدیم

زبانوں کے مقابلے میں خاصی کم ہے۔

پیش نظر کتاب الحاج محمد عالم مختارِ حق مرحوم (۴/ مارچ ۱۹۴۱ء - ۶/ مارچ ۲۰۱۴ء) کی تصنیفِ لطیف ہے۔ فاضل مصنف کو جس گوشے سے بھی کسی مجموعہ اربعین کی اطلاع ملی، وہ درجِ قرطاس کرتے رہے۔ اردو میں اربعینیات کی اس فہرست کو الف بائی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔ آغاز میں اربعینیات کے حوالے سے مختارِ حق مرحوم کا سیر حاصل مقدمہ ہے۔ اس کی اشاعتِ اوّل ۲۰۰۹ء میں ہوئی تھی۔ ہمارے پیش نظر اشاعتِ دوم ہے۔ طبع اوّل میں ۵۷۰ اربعینیات کے کوائف شامل کیے گئے تھے۔ گزشتہ چھے برسوں میں محمد عالم مختارِ حق مرحوم نے اپنی محنت شاقّہ سے یہ تعداد ۷۴۲ تک پہنچادی تھی۔

مختارِ حق مرحوم کتاب دوستی، کتابوں کی جمع آوری، حروف خوانی، خطاطی، اہل علم کی قدر دانی کے حوالے سے محتاجِ تعارف نہیں ہیں۔ گزشتہ سال ۶/ مارچ کو آپ کا انتقال ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ کے صاحبزادے محبوب عالم تھابل نے امسال آپ کی برسی کے موقع پر ایصالِ ثواب کے لیے پیشِ نظر کتابچے کو شائع کیا ہے۔

۴۔ **حدیث افتراقِ امت تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں**، علامہ اسید الحق قادری، دسمبر ۲۰۱۴ء، لاہور: دارالاسلام، صفحات: ۸۰، قیمت: ۵۰، برائے رابطہ: فون: ۹۴۲۵۷۶۵-۰۳۲۱۔

افتراقِ امت کے سلسلہ میں ایک حدیثِ پاک کا عام طور پر حوالہ دیا جاتا ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے امت کے مختلف فرقوں میں تقسیم ہو جانے کی خبر دی ہے۔ اصطلاحِ محدثین میں اس حدیثِ پاک کو "حدیثِ افتراقِ امت" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پیش نظر کتاب میں اس حدیث کا عمدہ تحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے۔ صاحبِ کتاب علامہ محمد اسید الحق قادری بدایونی (م: ۲۰۱۴ء) ہیں۔ فاضل مصنف کی تحقیق کے مطابق:

☆ حدیث افتراقِ امت ۱۸ جلیل القدر صحابۂ کرام سے مروی ہے اور صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہے۔ اس کو امام ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، امام احمد اور حاکم نیشاپوری نے روایت کیا ہے۔ ☆ اس حدیث میں امت سے بعض حضرات نے امت دعوت مراد لیا ہے، مگر یہاں امتِ اجابت مراد ہونا زیادہ صحیح ہے۔ ☆ حدیث کے الفاظ میں "کلھا فی النار" سے "خلود فی النار" نہیں، بلکہ صرف "دخول فی النار" مراد ہے۔ ☆ اہل قبلہ کی تکفیر بہت نازک مسئلہ ہے، اس میں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے، حتی الامکان تاویل کر کے تکفیر سے زبان کو روکا جائے۔

علمِ حدیث میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بالخصوص مفید کتاب ہے۔ سلیقے سے شایع ہوئی ہے اور قیمت بھی بہت مناسب ہے۔

۵۔ **صحابیاتِ منوّرات**، ڈاکٹر شمس جیلانی، ۲۰۱۵ء، کراچی، جہانِ حمد پبلی کیشنز، صفحات: ۳۳۶، قیمت: ۴۰۰ روپے، برائے رابطہ: shamsjilani@shaw.ca، فون: ۲۸۳۱۰۸۹-۰۳۰۰۔

ڈاکٹر شمس جیلانی کینیڈا میں مقیم معروف شاعر، ادیب، محقق اور نقاد ہیں۔ اس سے قبل مختلف موضوعات پر آپ کی کئی کتابیں سندِ قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر ایک کتاب **روشنی حرا سے** کے عنوان سے شائع

ہو چکی ہے۔خلفائے راشدینؓ، حضرت فاطمہ الزہرہؓ اور حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی سیرت پر مبنی کتابیں بھی زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔علاوہ ازیں شاعری کے تین مجموعے صدا بہ صحرا، گمانِ معتبر اور اتم ھے انسان (ہندی) شائع ہو چکے ہیں۔پیش نظر کتاب صحابیات رضی اللہ عنہن کے موضوع پر ہے۔عام طور پر سیرت کی کتابوں میں صحابیاتؓ کا تذکرہ کم کم ہی ملتا ہے۔ڈاکٹر جیلانی لکھتے ہیں:

''مجھے حضورﷺ کی سیرتِ مبارکہ لکھتے ہوئے یہ احساس ہوا کہ اس میں تمام چیدہ چیدہ صحابہ کرامؓ کا تو ذکر مورخین نے کیا ہے، مگر صحابیات کا [ذکر] اتنا نہیں ہے اور اگر کہیں ہے بھی ہزاروں صفحات میں بکھرا پڑا ہے۔......لہٰذا میں نے سوچا کہ صحابیاتؓ کی حیاتِ مبارکہ امت کے سامنے ان کے کارناموں کے ساتھ آنا چاہیے۔......میں نے بڑی تگ و دو کے بعد ان صحابیاتؓ کو اس [کتاب] میں شامل کیا ہے جن کے کارہائے نمایاں تاریخ میں تفصیل سے موجود ہیں۔''

بشمول ازواجِ مطہرات، صاحبزادیوں اور دیگر اہم صحابیاتؓ کے ۵۲ خواتین کا تذکرہ عام فہم، سلیس اور شستہ انداز میں تحقیق و دلائل کی روشنی میں کیا گیا ہے۔اسلامی تاریخ کے طلبا بالخصوص طالبات اور عام خواتین کو ضرور اس مفید کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۶۔ جنوبی ایشیا کی تاریخ نویسی، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ۲۰۱۵ء، لاہور: نشریات، صفحات: ۳۵۲، قیمت: ندارد، برائے رابطہ: بی۔۲۱۵، بلاک۔۱۵، گلستانِ جوہر، کراچی۔

ممتاز محقق و مؤرخ ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب (پ: ۱۹۴۶ء) کی کتاب جنوبی ایشیا کی تاریخ نویسی.نوعیت روایت اور معیار ہمارے پیش نظر ہے۔یہ مختلف وقتوں میں لکھی جانے والی اور تاریخی نویسی سے مناسبت رکھنے والی تحریروں کا مجموعہ ہے۔جنہیں نظرِ ثانی، اضافہ اور ترمیم و تصحیح کے بعد روایاتِ تاریخ نویسی، مآخذِ تاریخ نویسی، مطالعاتِ تاریخ نویسی، ادبی تاریخ نویسی اور تاریخ نویسی کی ناقص مثالیں، کے عنوانات کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔ڈاکٹر عقیل صاحب لکھتے ہیں:

''تاریخ نویسی کی روایت اور فن کا مطالعہ تاریخ کو سمجھنے اور سمجھانے اور خود تاریخ لکھنے میں بے حد معاون ہو سکتا ہے۔اس کے توسط سے ہم نہ صرف جامع اور معیاری تاریخوں کا انتخاب بطور مآخذ کر سکتے ہیں بلکہ وہ فکری، نظریاتی اور واقعاتی جائزوں اور مطالعات میں ہماری بہتر رہنمائی بھی کر سکتی ہیں، جن کی وجہ سے تاریخی واقعات و حالات اور ان کے اسباب و علل کو ان کے حقیقی تناظر میں دیکھا اور سمجھا جا سکتا ہے۔اس لحاظ سے ہمارے قومی تقاضوں کے تحت بالخصوص اردو زبان میں بے لاگ، میانہ رو اور جامع مطالعاتِ تاریخ نویسی کی جو ضرورت پہلے تھی وہ اب بھی موجود ہے۔''

پیش نظر کتاب اپنے موضوع پر ایک سنجیدہ، علمی و تحقیقی کاوش ہے جس کا مطالعہ تاریخ کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں بالخصوص فن تاریخ نویسی میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے نہایت مفید ہے۔

۷۔ مختار ثقفی، ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، دسمبر ۲۰۱۴ء، کراچی: قرطاس، صفحات: ۱۵۴، قیمت: ۱۴۰، برائے رابطہ: اے۔۱۵، گلشن امین ٹاور، گلستان جوہر، کراچی۔فون: ۰۳۰۰-۹۲۴۵۸۵۳

قرنِ اوّل کے مدبرین میں سے ایک اہم شخصیت ابو اسحاق مختار بن ابی عبید بن مسعود ثقفی (۱ھ-۶۷ھ) کی ہے۔ بعض مورخین اسے متنبّی (جھوٹا نبی)، جادوگر، دجال اور کذاب گردانتے ہیں اور بعض ایسے اعمال کا بھی اسے ذمہ دار قرار دیتے ہیں جو فی الواقع اس سے سرزد نہیں ہوئے۔ دوسری طرف بعض مورخین اسے اہل بیت رسول کا سچا اور مخلص داعی سمجھتے ہیں اور اس حوالے سے بعض ایسے غلط قسم کے اعتقادات کا شکار ہیں جیسا خود مختار ثقفی نے شاید نہیں چاہا تھا۔ مختار ثقفی جو فرقۂ مختاریہ کا بانی ہوا، حضرت علیؓ کے بعد ان کے بیٹے محمد ابن حنفیہ کی امامت کا قائل تھا اور یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ ان کے داعیوں میں سے ہے۔ ابن حنفیہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس سے اپنی برأت اور لاتعلقی کا اعلان کیا۔ مختار ثقفی نے ڈھائی سو قاتلینِ حسینؓ کو ٹھکانے لگایا اور ڈیڑھ برس کوفہ پر حکومت کی۔ ۶۷ھ/ ۶۸۷ء میں مصعب بن زبیرؓ کی فوج کے ہاتھوں قتل ہوا۔

تاریخ کی اسی اہم لیکن متنازع شخصیت کے بارے میں ہمارے پیش نظر ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر صاحبہ کی تحقیقی کتاب ''مختار ثقفی'' کی اشاعتِ ثانی ہے۔ اشاعت اوّل ۲۰۰۴ء میں عمل میں آئی تھی اور کئی برسوں سے کتاب دستیاب نہیں تھی۔ اب نظر ثانی اور اضافے کے ساتھ اسے دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر نگار نے اسلامی تاریخ کی اہم ترین ابتدائی اور بنیادی کتابوں کو اپنی تحقیق کی بنیاد بنایا ہے۔ جس کی تفصیل کتابیات میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ڈاکٹر نگار کی دیگر علمی تحقیقات میں: **غلامی۔ ایک تحقیقی جائزہ** (۱۹۸۷ء)، **مطالعۂ تہذیب** (۱۹۹۳ء/ ۲۰۰۹ء)، **جدید ترکی** (۲۰۰۱ء)، **عرب اور موالی** (۲۰۰۶ء)، **شعوبیت۔ آغاز و ارتقاء** (۲۰۰۷ء) **سیرت نگاری۔ آغاز و ارتقاء** (۲۰۱۰ء) اور **خوارج۔ ایک مطالعہ** (۲۰۱۲ء/ ۲۰۱۵ء) شامل ہیں۔

۸۔ **علامہ شبلی نعمانی۔ صدی کے آئینے میں**، ڈاکٹر مہ جبین زیدی، دسمبر ۲۰۱۴ء، کراچی: قرطاس، صفحات: ۵۱۲، قیمت: ۶۰۰، برائے رابطہ: فون: ۰۳۲۱-۳۸۹۹۹۰۹/ ۰۳۰۰-۹۲۴۵۸۵۳۔

بیسویں صدی کی قد آور علمی شخصیات میں علامہ شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء-۱۹۱۴ء) نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ شبلی ایک متبحر عالم، ممتاز محقق و مولف اور کثیر التصانیف صاحب قلم تھے۔ ۲۰۱۴ء میں شبلی کی وفات کو سو سال پورے ہونے پر ہندوستان و پاکستان میں خصوصیت سے ان کی یاد منائی گئی۔ بعض جرائد نے شبلی نمبر نکالے اور بعض جرائد نے خصوصی گوشے مرتب کیے، کچھ کتابیں بھی سامنے آئیں اور شبلی کی شخصیت اور کام کے حوالے سے علمی مجالس کا بھی انعقاد کیا گیا۔

اسی سلسلے کی ایک کتاب ہمارے پیش نظر ہے، جسے ڈاکٹر مہ جبین زیدی (سابقہ استاد، شعبۂ اردو، جامعہ کراچی) نے مرتب کیا ہے۔ اس کتاب میں شبلی کے حوالے سے گزشتہ ۶۷ برسوں میں پاکستانی رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے ۴۰ مقالات و مضامین کو درج ذیل عنوانات کے تحت ترتیب دیا گیا ہے: عصرِ شبلی، حیاتِ شبلی، سیاست و تحریک، مآثراتِ شبلی، ادبیاتِ شبلی، اثراتِ شبلی۔ لہٰذا اس کتاب کے توسط سے پرانے اور بآسانی دستیاب نہ ہونے والے رسائل و جرائد میں شبلی پر شائع ہونے والے مضامین سہل الحصول ہوگئے ہیں۔

ڈاکٹر مہ جبین زیدی کی مرتبہ دیگر کتابوں میں سلاطینِ ہند، فنون حرب اور تمدن از صباح الدین عبدالرحمن ،سلاطینِ ہند کی ادبی خدمات از صباح الدین عبدالرحمن ،شذراتِ تاریخ و حکمت، شذراتِ معارف اورلکھنؤ .ادب، تھذیب و معاشرت از عشرت لکھنوی شامل ہیں۔

۹۔ جادو .قرآن و سنت کی روشنی میں ، پروفیسر محمد یحییٰ عزیز، مئی ۲۰۱۵ء،فیصل آباد: مثال پبلشرز،صفحات: ۲۰۰، قیمت: ۳۶۰، برائے رابطہ:۰۳۰۶-۷۸۹۷۴۸۹

پروفیسر محمد یحییٰ عزیز (۱۸/اکتوبر ۱۹۴۵ء-۲/جنوری ۲۰۱۴ء) کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں پیرووال سے اوراعلیٰ تعلیم بہاول پوراور کراچی یونیورسٹی سے حاصل کی۔دس سال (۱۹۷۵-۱۹۸۵ء) نائیجیریا میں عربی و اسلامیات کی تدریس کی۔ ورلڈ کانفرنس آن ریلیجن اینڈ پیس پاکستان اور ہلال احمر سعودی کے اسسٹنٹ سیکریٹری جنرل، مؤسسۃ الحرمین الشریفین کے مدیراور جماعت مجاہدین پاکستان کے ڈائریکٹرنشرواشاعت رہے۔بہاول پور یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران دو تحقیقی مقالات بعنوان''تحقیق علم سحر قرآن کی روشنی میں'' اور'' تاریخ تدوین حدیث'' لکھے۔

انھی میں سے اوّل الذکر مقالہ کتابی صورت میں ہمارے پیش نظر ہے۔جس میں سحر کےلفظی و اصطلاحی مفہوم، اس کی اقسام،معجزہ وکرامت وسحر میں فرق، حکم سحر، وما انزل علی الملکین .....کی تشریح،سحرِ بابل، قصہ ہاروت و ماروت، ستارہ زہرہ کی حقیقت اور جادو کا علاج وغیرہ کے موضوع پر قرآن وسنت، آثارِ صحابہؓ اور آثارِ تابعین کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے۔کتاب کی ترتیب وتدوین کا فریضہ پروفیسر صاحب کی اہلیہ رضیہ رحمٰن صاحبہ (اسسٹنٹ پروفیسر اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین، خانیوال) نے انجام دیا ہے۔

۱۰۔ جب جب تذکرۂ خجندی ھوا، ندیم احمد ندیم نورانی،۲۰۱۴ء، کراچی: مکتبۂ نعیمیہ،صفحات: ۳۶۵، قیمت: ۲۴۰روپے، برائے رابطہ: مکتبۂ نعیمیہ، فیڈرل بی۔ایریا، کراچی۔فون: ۰۳۴۷-۲۰۹۶۹۵۶

پیش نظر کتاب اپنے وقت کے بے باک صحافی، شاعراورخطیبِ شیریں بیاں، علامہ مولانا شیخ نور الحق نذیر احمد خجندیؔ صدیقی کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے۔مولانا خجندی کا تعلق معروف علمی و روحانی خانوادے سے ہے۔مولانا خجندی کے والد شاہ عبدالحکیم صدیقی میرٹھ کی شاہی مسجد''التمش'' کے خطیب ہونے کے علاوہ ایک بہترین مدرّس اور ایک باکمال نعت گوشاعر بھی تھے۔ ''جوش'' اور''حکیم'' تخلص کرتے تھے۔معروف شاعروصاحبِ طرز ادیب مولانا محمد اسماعیل میرٹھی، جن کی کتب یوپی اردوبورڈ (انڈیا) کے نصاب میں شامل تھیں اورآج بھی پاکستان کی درسی کتب میں ان کی نظمیں شامل ہیں، شاہ عبدالحکیم کے چھوٹے بھائی تھے۔ یہ دونوں حضرات سخن سنج، اہلِ سخن، ادیب، مصنف ومؤلف اورشریعت وطریقت کےعلم بردار تھے۔ان حضرات نے میرٹھ میں فیضِ عام کالج اور مسلم گرلز ہائی اسکولز قائم کیے۔مولانا خجندی، آپ کے برادرِاکبرشاہ احمد مختار صدیقی خجندی اور برادرِ اصغر مبلّغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی کو''خجندی برادران'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ملکی اورقومی معاملات سے خجندی برادران کو بڑا گہرا لگاؤ تھا۔

مولانا نذیر احمد خجندی کی ولادت صوبۂ اُتر پردیش کے مردم خیز شہر میرٹھ (انڈیا) کے محلّہ مشائخاں، اندر کوٹ میں ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۸ء میں ہوئی۔ مولانا خجندی کے کچھ بزرگ ثمر قند (ترکستان) کے علاقے خجند کے رہنے والے تھے۔ مولانا خجندی نے جوانی کا ابتدائی حصہ میرٹھ میں جبکہ زندگی کا بیشتر حصہ بمبئی میں گزارا۔ میرٹھ خلافت کی تحریک میں پہلی سزا میرٹھ میں پائی۔ آپ، مولانا ابوالکلام آزاد کے والد مولوی خیر الدین کی تعمیر کردہ مسجد خیر الدین لال باغ کے پیش امام وخطیب تھے۔ تحریر وتقریر میں مہارت رکھنے کے سبب لوگوں میں ہر دلعزیز تھے۔ ہندوستان کی ہر بڑی سے بڑی جماعت کے ساتھ شریک رہ کر مسلسل و متواتر خدمات میں مصروف رہے۔ ایک عرصے تک بمبئی کی جمعیۃ العلماء کے ناظم رہے۔ مولانا خجندی کی زیر ادارت مختلف اوقات میں پانچ اخبارات بھی شائع ہوئے جن میں ہفتہ وار ''تاجر'' (میرٹھ)، ہفتہ وار ''شوکت'' (بمبئی)، ''غالب'' (بمبئی)، ''غیبی گولہ'' (بمبئی) اور روزنامہ ''نادر'' (بمبئی) شامل ہیں۔

پیش نظر کتاب میں مولانا خجندی کے خاندانی پس منظر، تعلیم، بیعت وخلافت، تعلیمی وتدریسی، قومی وملّی، صحافتی وسیاسی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں صاحبِ کتاب مولانا ندیم احمد ندیم نورانی نے بانیِ پاکستان محمد علی جناح کا مولانا خجندی سے عقیدت رکھنا، ان کی امامت میں نمازیں ادا کرنا اور ان کی اہلیہ رتّی پیٹیٹ (*Ruttie Petit*) کا قائداعظم سے نکاح کرنے سے ایک دن قبل مولانا خجندی کے ہاتھ پر داخلِ اسلام ہونا تاریخی دلائل وحقائق سے ثابت کیا ہے۔ مولانا خجندی کے سالِ وفات میں اختلاف ہے۔ صاحب کتاب کی تحقیق کے مطابق مولانا خجندی کا وصال ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء میں ہوا۔

۱۱۔ محمد فضل الرحمن انصاری القادری (حیات و خدمات)، ڈاکٹر حامد علی علیمی، ۲۰۱۵ء، کراچی: ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشنز، صفحات: ۳۹۶، قیمت: ۴۰۰، فون: ۰۲۱-۳۶۶۴۴۱۵۶

ڈاکٹر محمد فضل الرحمٰن انصاری القادری، ۲۵ رجون ۱۹۱۵ء مظفر نگر (یوپی۔ انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ میرٹھ میں حاصل کی۔ ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۶ء تک علامہ سید سلیمان اشرف بہاری (صدر شعبۂ علومِ اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) سے قرآن وحدیث کے علاوہ علم الکلام اور تصوف کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۴۱ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے علومِ دینیہ کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ ۱۹۴۲ء میں ڈاکٹر سید ظفر الحسن کی زیرِ نگرانی ''اسلامی اخلاق اور فلسفہ مابعد الطبیعات'' میں پی ایچ۔ ڈی کے لیے تحقیقی کام شروع کیا۔ ۱۹۴۷ء میں جب تحقیقی کام مکمل ہوا تو ان دنوں ہندوستان میں ہنگامے شروع ہوگئے، ڈاکٹر سید ظفر الحسن کراچی چلے گئے۔ اس منتقلی میں ان کے پاس موجود مولانا انصاری کا گراں قدر مقالہ گم ہوگیا۔ بعد ازاں مولانا انصاری نے جامعہ کراچی سے فلسفے میں پی ایچ۔ ڈی کیا۔

مولانا انصاری اردو، عربی، فارسی، انگریزی اور جرمن زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ ۱۹۳۷ء کے آخر میں تبلیغ کے لیے سنگاپور اور ملایا گئے اور وہاں سے انگریزی زبان میں ''*Genuine Islam*'' کے نام سے پہلے اسلامی ماہ نامے کا اجراء کیا۔ عیسائیوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے ایک کتاب ''*Islam and Christianity in the Modern World*'' کے نام سے لکھی۔ ۱۹۴۹ء-۱۹۵۰ء میں مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی کے ہمراہ دنیا کے انیس ممالک کا تبلیغی سفر کیا۔

۱۹۵۱ء میں آپ کی ایک کتاب ''The Communist Challenge to Islam'' شایع ہوئی۔ ۱۹۵۲ء - ۱۹۵۶ء آپ جمعیۃ الفلاح کراچی کے آرگن ''Voice of Islam'' کے مدیر رہے۔ ۱۹۵۴ء - ۱۹۶۴ء کراچی کے مختلف کالجوں اور جامعہ کراچی میں بھی اسلامی مابعد الطبیعات، اسلامی فلسفۂ اخلاق، اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشیات کی تدریس کی۔ آپ اردو اور انگریزی زبان میں دو درجن سے زائد کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کی ایک بہت اہم کتاب ''The Quranic Foundation and the Structure of Muslim Society'' ہے۔ ۲۸/ اگست ۱۹۵۸ء کو ایک تنظیم کی ''الوفاق العالمی للدعوۃ الاسلامیۃ'' (World Federation of Islamic Mission) کے نام سے بنیاد رکھی۔ اگست ۱۹۶۲ء میں الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ (کراچی) کی بنیاد رکھی۔ جو کہ آج دینی وعصری تعلیم کا ایک ممتاز ادارہ ہے۔ ۳/ جون ۱۹۷۴ء کو ڈاکٹر انصاری کا کراچی میں انتقال ہوا، اور الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ کے احاطے میں آپ کی تدفین ہوئی۔

ہمارے پیشِ نظر ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری کی حیات و خدمات پر مشتمل ڈاکٹر حامد علی علیمی (پ: جون ۱۹۸۳ء) کی کتاب ہے۔ ڈاکٹر حامد علی علیمی، الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ کے فارغ التحصیل ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف و مترجم ہیں۔ حال ہی میں شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ کراچی سے اسماء الرجال کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی ہے۔

۱۴۔ شش ماهی شاهد انٹرنیشنل، مدیر: پروفیسر ڈاکٹر دلاور خاں، جنوری - جون ۲۰۱۵ء، کراچی: شاہد ریسرچ فاؤنڈیشن، صفحات: ۲۰۸، قیمت: ۳۰۰، برائے رابطہ: فون: ۰۳۲۲-۲۴۱۳۲۶۷

ہمارے پیشِ نظر سیرت النبی ﷺ پر تحقیقی مجلّے ششماہی ''شاھد'' کا پہلا شمارہ ہے۔ اس کے سرپرستِ اعلیٰ: پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار قریشی، مدیرِ اعلیٰ: ڈاکٹر خضر نوشاہی اور مدیر: پروفیسر ڈاکٹر دلاور خاں ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق شش ماہی السیرہ انٹرنیشنل (کراچی) کے بعد خاص سیرت النبی ﷺ کے تعلق سے شایع ہونے والا یہ دوسرا پاکستانی مجلّہ ہے۔

ڈاکٹر دلاور خاں اپنے اداریے میں لکھتے ہیں:

> ''ہمیں سیرت مصطفےٰ ﷺ کی روشنی میں اپنے زندہ مسائل کا حل تلاش کرنا چاہیے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے تحقیقی مراکز اور تحقیقی مجلّات شایع کیے جائیں۔...... اہلِ علم و دانش کی مشاورت سے یہ طے پایا کہ پہلے سیرت النبی ﷺ سے متعلق ایک تحقیقی ششماہی مجلّہ ''شاھد'' کا اجراء کیا جائے۔ جس میں کلامی بحثوں کی بجائے امت مسلمہ کے مسائل کو پیشِ نظر رکھ کر سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ان کا حل تلاش کیا جائے۔''

درجِ ذیل مقالات اس شمارے کا حصہ ہیں: کتابیاتِ سیرت در زبانِ فارسی/ ڈاکٹر خضر نوشاہی، پائیدار مفاہمتی عمل کے لیے پائیدار حکمت عملی کی تشکیل تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں/ ڈاکٹر دلاور خاں، عہد نبوی میں خواتین کی معاشی سرگرمیاں (عصرِ حاضر میں استفادے کی صورتیں)/ صومیہ محجوب۔ ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس، سیاست و امور خارجہ کے رہنما اصول/ ڈاکٹر ضیاء الدین، تبلیغ بذریعہ تدریس سیرت طیبہ کی روشنی میں/ ڈاکٹر عمر حیات عاصم سیال، سماجی انصاف تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں/ ڈاکٹر غلام عباس قادری، نبی اکرم ﷺ کا نظامِ تربیت/ محمد الیاس اعظمی، استحکام پاکستان کے لیے حکمراں کی اطاعت کی

اہمیت/ ڈاکٹر محمد سعید، سرکاری مناصب اور ذرائع کا ذمہ دارانہ استعمال تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں/ ڈاکٹر محمد نعیم انور، معلم اور متعلم کی ذمہ داریاں تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں/ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی۔

۱۳۔ اشاریہ ماہ نامہ تعمیر افکار، سید محمد عثمان، دسمبر ۲۰۱۳ء، کراچی: زوّار اکیڈمی پبلی کیشنز، صفحات: ۲۶۳، قیمت: ۳۵۰، برائے رابطہ: برقی پتا: info@rahet.org

علمی و ادبی اور تحقیقی مجلّہ ماہ نامہ ''تعمیر افکار'' (کراچی) کا اجراء جون ۲۰۰۰ء میں ہوا۔ اس کے مدیرِ اعلیٰ حافظ حقانی میاں قادری اور مدیر ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن ہیں۔ ۲۰۱۳ء میں اسے چودہ برس مکمل ہوئے۔ اس دوران چند خاص اشاعتوں کا اہتمام بھی کیا گیا۔ مثلاً: بہ یاد پروفیسر سید محمد سلیم (۲۰۰۱ء)، بہ یاد علامہ محمد طاسین (۲۰۰۶ء)، سیرت نمبر (۲۰۰۷ء)، بہ یاد مولانا سید زوّار حسین شاہ (۲۰۰۸ء)، بہ یاد مفتی غلام قادر (۲۰۰۹ء)، سیرت پارے (۲۰۱۰ء)، بہ یاد مولانا محمد اسمٰعیل آزاد، اوراقِ سیرت (۲۰۱۲ء)، مطالعہ سیرت اور عصرِ حاضر (۲۰۱۲ء)۔ اور اب اس کی ایک اور خصوصی اشاعت ''اشاریہ ماہ نامہ تعمیر افکار'' ہمارے پیشِ نظر ہے۔ یہ جون ۲۰۰۰ء سے نومبر ۲۰۱۳ء تک کے ماہنامہ ''تعمیر افکار'' کے ۱۳۳ شماروں کا مکمل اور جامع اشاریہ ہے۔ جسے بہ لحاظِ مصنفین/ مقالہ نگاران، بہ لحاظ مضامین/عنوان مقالہ، بہ لحاظ موضوعات، حمد و نعت و منقبت، نقد و نظر/ تبصرۂ کتب، بہ لحاظ مؤلف کتب اور بہ لحاظ عنوان کتب ترتیب دیا گیا ہے۔ اس اشاریے میں ساٹھ سے زائد عنوانات پر ۱۵۰۰ سے زیادہ مضامین ہیں، جن کے مصنفین کی تعداد بھی دو سو پچاس کے لگ بھگ ہے۔ علاوہ ازیں دو سو کے قریب نئی شائع ہونے والی کتب حدیث، تفسیر، فقہ، سیرت، معاشیات، ادب، تذکرے وغیرہ پر تعارف و تبصرہ موجود ہے۔

ممتاز محقق و مؤرخ ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم (م: ۲۰۰۲ء) ایک جگہ لکھتے ہیں: ''میں نے ایک روز اپنے فرانسیسی استاد سے عرض کیا کہ اشاریہ سازی انتہائی سہل پسند لوگوں کا کام ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ یقیناً ان سہل پسندوں ہی کی وجہ سے ہمیں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔'' پیشِ نظر اشاریے کے مرتب مولوی سید محمد عثمان صاحب لائق تحسین ہیں کہ انھوں نے عرق ریزی، دقتِ نظر اور ان تھک محنت سے جویائے علم و تحقیق کی دشوار گزار راہوں کو نہ صرف سہل کر دیا ہے بلکہ اپنا وقت صرف کر کے محققین کا بہت سا وقت محض ورق گردانی میں صرف ہونے سے بچالیا ہے۔

۱۴۔ سوئے حرم، ڈاکٹر ظفر حسین ظفر، اکتوبر ۲۰۱۴ء، کراچی: قرطاس، صفحات: ۱۱۲، قیمت: ۱۰۰، برائے رابطہ: ۰۳۲۱-۳۸۹۹۹۰۹، برقی پتا: saudzaheer@gmail.com

ڈاکٹر ظفر حسین ظفر (پ: ۱۹۶۴ء)، اردو زبان و ادب کے استاد، محقق اور مصنف ہیں۔ گزشتہ پچیس برسوں سے درس و تدریس میں مشغول ہیں۔ ۲۰۰۰ء میں ''برصغیر کے مسلمانوں کا جداگانہ تشخص اور اقبال'' کے موضوع پر سندھ یونیورسٹی جامشورو سے ایم۔ فل۔ اور ۲۰۰۷ء میں ''اقبال اور ملّی نشاۃ ثانیہ'' کے موضوع پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے پی ایچ۔ ڈی کیا۔ آپ راولاکوٹ سے شائع ہونے والے علمی و ادبی پرچے ''ارقم'' کے مدیر بھی ہیں۔

ہمارے پیشِ نظر ڈاکٹر ظفر حسین ظفر کا حرمین شریفین کا سفرنامہ **سوئے حرم** ہے۔ جس میں ڈاکٹر صاحب نے اسلام آباد سے جدّہ، مکّہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور پھر وہاں سے واپسی کا احوالِ سفر بیان کیا ہے۔ اس سفرنامے کے کچھ حصے انھوں نے حرم میں بیٹھ کر لکھے ہیں اور ان مقدس مقامات کا تفصیلی ذکر کیا ہے جو ہماری ابتدائی اسلامی تاریخی روایت کا اہم ترین حصہ ہیں۔ یہ سفرنامہ دراصل وارداتِ قلبی کا سادہ اور خوبصورت بیانیہ ہے۔ ڈاکٹر ظفر حسین ظفر رقم طراز ہیں:

> ''معاصر اور روایتی سفرناموں سے ہٹ کر راقم نے اسے صرف اپنے ذاتی مشاہدات، تجربات اور تاثرات تک محدود رکھا ہے۔ البتہ مکے اور مدینے کے سفر میں انسان قدم قدم پر تاریخ کی گرفت میں آتا ہے اور تاریخی واقعات سے چشم پوشی ممکن نہیں ہوتی۔ اس سفرنامے میں قارئین کو تاریخ اسلام کی کچھ جھلکیاں ضرور پڑھنے کو ملیں گی۔ سفرِ حجاز ہو، مکہ اور مدینہ کی زیارات ہوں تو کوئی سنگ دل اور کور ذوق ہی چپے چپے پر بکھری ہوئی تاریخ سے صرفِ نظر کر سکتا ہے۔''

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ ''**سوئے حرم**، ان کتابوں میں سے ہے جنھیں پڑھا نہیں جاتا بلکہ وہ خود کو پڑھواتی ہیں اور وہ بھی ایک ہی نشست میں۔''

۱۵۔ **اردو نعت میں تجلّیات سیرت**، سید صبیح الدین رحمانی، اپریل ۲۰۱۵ء، کراچی: نعت ریسرچ سینٹر، صفحات: ۳۲۸، قیمت: ۳۵۰، برائے رابطہ: فون: ۰۳۳۳-۲۴۵۷۵۷۵

بلاشبہ نعت، سیرتِ رسول ﷺ کا ایک روشن استعارہ اور تجلّیات سیرت کا آئینہ ہے۔ عربی زبان و ادب میں نعت نگاری میں تذکرۂ سیرت کی روایت بہت توانا ہے۔ حضرت عبدالمطلب سے لے کر امّ معبدؓ تک اور حضرت حسانؓ سے لے کر امام شرف الدین بوصیریؒ تک جلووں کی ایک کہکشاں ہے۔ اس سلسلے میں امام بوصیریؒ کا شہرۂ آفاق قصیدۂ بردہ اپنی مثال آپ ہے۔

اردو زبان میں نعت نگاری کا دامن بھی تجلیات سیرت سے تہی نہیں ہے۔ محسن کاکوروی سے علامہ اقبال تک اور حفیظ جالندھری، حفیظ تائب اور عبدالعزیز خالد سے عزیز احسن تک سیرتِ مصطفی ﷺ کے حوالے سے حسنِ شعریت کے چراغ جلانے والوں نے رحمۃ للعالمین ﷺ کے کردار کے مختلف گوشوں کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ سیرت محمدی ﷺ کے محاسن لامحدود و لامتناہی ہیں جن کا احاطہ ممکن ہی نہیں۔ عصرِ حاضر کو اُردو نعت کا ترقی یافتہ دور کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اس دور میں شعرائے کرام کی مساعی جمیلہ قابلِ داد ہیں۔ نت نئی جہات سامنے آ رہی ہیں۔ لطیف اندازِ بیان، متنوع ہیئت اور خاص طور پر نعتِ رسولِ مقبول ﷺ میں سیرتِ رسول ﷺ کی جلوہ افروزیاں قابلِ قدر ہیں۔

پیشِ نظر کتاب کے مضامین: ظہورِ قدسی، اسوۂ حسنہ، بیانِ سیرت، جمالِ محسنِ انسانیت، اخلاقِ محسنِ انسانیت، رحمت وشفقت محسنِ انسانیت۔ نعت اور تذکارِ سیرت کا حسین امتزاج ہیں۔ اور خوبی اس کی یہ ہے کہ ترتیب و تدوین میں تاریخی تسلسل کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ کتاب پر سیر حاصل تبصرہ بہ صورتِ مقدمہ ممتاز سیرت نگار اور سابق صدر شعبۂ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی، پروفیسر (ر) ڈاکٹر نثار احمد صاحب نے تحریر کیا ہے۔ علاوہ ازیں معروف سیرت نگار شاہ مصباح الدین شکیل، ڈاکٹر عزیز احسن اور

ڈاکٹر عزیز الرحمٰن کی آراء بھی کتاب کی زینت ہیں۔ اردو نعت اور تجلیاتِ سیرت نعت اور سیرت کے مطالعے کو ایک منفرد جہت سے روشناس کرانے کی ایک کوشش ہے۔

۱۶۔ نعتیہ ادب کے تنقیدی زاویے ،ڈاکٹر عزیز احسن، مرتب: ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، مارچ ۲۰۱۵ء، کراچی: نعت ریسرچ سینٹر، صفحات: ۳۵۲، قیمت: ۴۰۰، فون: ۵۵۶۷۹۴۱-۰۳۳۳

اردو نعتیہ ادب میں اگرچہ تحقیقی کام بہت ہوا ہے لیکن تنقیدی جہت خاطر خواہ توجہ حاصل نہیں کر سکی۔ ڈاکٹر عزیز احسن ان چند لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے نعتیہ ادب میں سنجیدگی سے اظہار کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ نعتیہ تنقید کے ضمن میں اس سے قبل ان کی چار کتابیں: ۱۔ اردو نعت اور جدید اسالیب (۱۹۹۸ء)، ۲۔ نعت کی تخلیقی سچائیاں (۲۰۰۳ء)، ۳۔ ہنر نازک ھے (۲۰۰۷ء)، ۴۔ نعت کے تنقیدی آفاق (۲۰۱۰ء)، اور متعدد مضامین و مقالات اور نعتیہ کتب پر تبصرے شائع ہو چکے ہیں۔ ۲۰۱۲ء میں ''اردو نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ'' کے موضوع پر جامعہ کراچی سے پی ایچ۔ ڈی کی سند حاصل کی۔ ڈاکٹر عزیز احسن لکھتے ہیں:

> ''نعت کے مافیہ (*content*) یا متن (*text*) کی اہمیت ہر قسم کی شاعری کے مافیہ سے زیادہ ہے۔ نعت کے نفسِ مضمون کے فکری رشتے قرآن و حدیث سے بڑے گہرے ہیں۔ اس لیے قرآن و حدیث کے مفاہیم کو شعری قالب میں ڈھالنے کے ہنگام استناوی شان کو برقرار رکھنا' تاریخ اسلام کے مستند حوالوں کو شعری پیکر دینا بہت ضروری ہے۔ اس موقع پر اپنے جذبات، اپنی خواہشات اور اپنے مذہبی تعصبات کو قابو میں رکھتے ہوئے راہِ مستقیم پر چلنا اور وادیِ نعت سے سرخرو گزر جانا بہت بڑی کامیابی کی دلیل ہے۔ کیوں کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ سچائی کا عنصر ہر سطح پر برقرار رہ سکے۔''

ڈاکٹر عزیز احسن نے نعتیہ ادب کے حوالے سے جن نکات پر گفتگو کی ہے وہ بہت اہم ہیں اور نعتیہ تنقید کے ضمن میں غور و فکر کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ اگرچہ قاری کے لیے بعینہٖ ان تمام نکات سے اتفاق کرنا ضروری نہیں لیکن ان مضامین میں اٹھائے گئے نکات سے صرفِ نظر کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ ان مضامین میں پیش کیے گئے تنقیدی نکات ادبی حوالے سے بالخصوص اردو نعتیہ ادب کے حوالے سے تحقیق و جستجو اور وقتِ نظری کا مطالبہ کرتے ہیں۔

پیشِ نظر کتاب ڈاکٹر عزیز احسن کے ان خطبات اور مضامین کا مجموعہ ہے جو مختلف اوقات میں مختلف محافل میں پیش کیے گئے یا مختلف جرائد میں شائع ہوئے، اور اب ضروری حذف و اضافے کے بعد موضوعات کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتابی صورت میں شائع کیے گئے ہیں۔

۱۷۔ سہ ماہی فروغِ نعت، سید شاکر القادری، اپریل- جون ۲۰۱۵ء، اٹک: فروغِ نعت، صفحات: ۲۰۸، قیمت: ۲۰۰، برائے رابطہ: فون: ۴۰۶۹۸۹۹-۰۳۳۶

سہ ماہی فروغِ نعت (اٹک) کا خصوصی شمارہ بعنوان ''معراج النبی ﷺ'' ہمارے پیشِ نظر ہے۔اس کے مدیر سید ابرار حسین شاکر القادری چشتی نظامی (پ:۱۹۶۰ء) ہیں۔شاکر القادری، اردو و فارسی نعت گو شاعر، کئی کتابوں کے مصنف اور القلم تاج نستعلیق کے خالق ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''موجودہ شمارہ اس اعتبار سے نہایت اہم ہے کہ اس میں ہم دکنی دور کے ایک عظیم اردو شاعر سید بلاقی کے معراج نامہ کے ایک خطی نسخہ کو متعارف کروار ہے ہیں۔گو کہ سید بلاقی کے معراج نامہ کے بہت سارے نسخے مختلف مقامات پر موجود ہیں اور محققین نے ان کی نشاندہی بھی کی ہے لیکن ہمارے پیش نظر نسخہ تک کسی محقق کی رسائی نہ ہوئی اسی لیے اب تک اس نسخہ کی نشاندہی نہ ہوسکی تھی۔..... بلاقی کے معراج نامہ کے مستند اور انتقادی متن کے علاوہ اس کے سالِ تصنیف، اشعار کی تعداد کے تعین کے اعتبار سے اس نسخہ کی اپنی اہمیت ہے۔ یہ نسخہ ''مخدوم امیر جان لائبریری'' کے مہتمم سید حسن نواز شاہ صاحب کی وساطت سے ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کے تعارف کے ساتھ اہلِ علم حضرات کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔''

دیگر مشمولات میں: مثنوی چراغ کعبہ (معراج نامہ)/محسن کاکوروی، معراج نامہ نذر صابری/ نذر صابری، معراج مصطفیٰ کے فکر اقبال پر اثرات/ توقیر احمد ملک، ضیا القادری بدایونی/ ڈاکٹر شہزاد احمد، ضیا القادری بدایونی کی معراجیہ شاعری/ انتخاب: سید ریحان الحسن گیلانی، معراج النبی کے موضوع پر کچھ مرحوم نعت گو شعرا کی کاوشوں کا اشاریاتی جائزہ/ راجا رشید محمود، نعتیہ شاعری میں متنی رشتوں کی تلاش/ ڈاکٹر عزیز احسن اور نعتیہ کتب پر تبصرے شامل ہیں۔

۱۸۔ نظرِ کرم، محمد طاہر حسین قادری، سن ندارد، جھنگ: کتاب خانۂ ابن کرم، صفحات:۱۳۹، قیمت: ندارد، برائے رابطہ: آستانۂ عالیہ، منگانی شریف، ضلع جھنگ۔فون: ۰۳۴۲-۸۶۱۰۵۸۸

دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت پیدا ہونا ایک نعمت ہے اور پیکرِ شاعری میں اس نعمت کے اظہار کا نام نعت ہے۔نعت مومن کا وظیفۂ حیات ہے۔آپ ﷺ کی مدح وثناء میں ہزاروں دیوان مرتب ہوئے اور لاکھوں اشعار لکھے گئے لیکن بات پھر بھی یہاں تک پہنچی: ؎ تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

ہمارے پیش نظر ابوالحسن محمد طاہر حسین قادری کا نعتیہ شعری مجموعہ نظرِ کرم ہے۔ جو ۱۵ نعتوں پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ ان کے حمد ونعت اور مناقب پر مشتمل دو شعری مجموعے دستِ کرم اور عکسِ کرم کے نام سے اور شائع ہوچکے ہیں۔ صاحبِ کلام کے اس نعتیہ کلام میں قدم قدم پر ذوق وشوق اور سوز وگدازِ عشق کے چشمے ابلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ذاتِ رسالت مآب ﷺ سے عشق انھیں دنیا و مافیہا سے بے نیاز کرتا نظر آتا ہے۔محمد طاہر حسین قادری قرآن و حدیث اور تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں، نعت کے آداب سے بھی واقف ہیں اور اظہار کے قرینوں سے بھی، جس کی بھرپور جھلک ان کے کلام میں نظر آتی ہے۔ چند متفرق اشعار ملاحظہ ہوں:

خاتمِ جملہ رسل، ہادیٔ کل، مصدرِ کل سرِّ حق، مظہرِ رحمٰن سا کوئی بھی نہیں

ہے کس قدر عروج پہ طاہرؔ نصیب آج دربارِ مصطفیٰ میں کھڑا ہوں ثناء کے ساتھ

۱۹۔ خلفائے راشدینؓ (منظوم)، گہرؔ اعظمی، دسمبر۲۰۱۴ء، کراچی: آرٹس کونسل آف پاکستان، صفحات: ۶۳۸، قیمت: ۵۵۰، برائے رابطہ: فون: ۰۳۲۱-۲۶۶۴۵۸۶، ۰۲۱-۳۵۸۳۱۵۸۵

انصارالحق قریشی، جو ادبی دنیا میں گہرؔ اعظمی کے قلمی نام سے معروف ہیں۔ ممتاز شاعر، ادیب اور سیرت نگار ہیں۔ گزشتہ تین عشروں سے حمدیہ و نعتیہ ادب کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ اس سے قبل آپ کی درجِ ذیل کتابیں بالترتیب منصۂ شہود پر آچکی ہیں: ثنائے رسول ﷺ (مجموعۂ نعت)، خیر البشر ﷺ (مجموعۂ نعت)، اللہ اکبر (مجموعۂ حمد)، رب العالمین و رحمۃ للعالمین (مجموعۂ حمد و نعت)، حضور ﷺ میرے (مجموعۂ نعت)، رہنمائے حیات، سرورِ کائنات ﷺ (منظوم سیرت)، ہادیٔ برحق (مجموعۂ نعت)، محمد رسول ﷺ (نعتیہ قصیدہ)، میری کہانی میری زبانی، العظمۃ للہ (حمدیہ کلام)۔

پیشِ نظر کتاب میں خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے حالات، واقعات، فتوحات اور کارناموں کو مستند حوالوں کی روشنی میں عام فہم، سادہ اور سہل انداز میں منظوم صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ وہ اشعار جو کسی دوسرے مکتبۂ فکر کے فرد کے لیے قابلِ اعتراض یا دل آزاری کا باعث ہو سکتے ہوں (اگرچہ کے مستند مندرجات پر مشتمل ہوں)، ایسے انداز میں پیش کیے گئے ہیں کہ قاری کے جذبات اور احساسات کو کسی پہلو سے مجروح نہ کریں۔

''خلافتِ راشدہ'' کے عنوان سے ایک نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

تھا چونکہ خاتمہ بعد از نبیؐ عہدِ نبوت کا
نبیؐ کے بعد ان کا جانشیں ہونا ضروری تھا
چنانچہ سلطنت کا کام کرنے جانشیں آئے
بالفاظِ دیگر وہ سب ''خلیفہ'' ان کے کہلائے
اٹھایا فیض آنحضرتؐ سے تھا جن جانشینوں نے
وہ ان کی تربیت کردہ تھے اور ان کے صحابہؓ تھے
امورِ سلطنت، طرزِ حکومت کو زیادہ وہ
حضورِ پاکؐ کی ہی مثل رکھ سکتے تھے مشابہ وہ
لہٰذا سلطنت، ان کی حکومت، حکمت آرائی
''خلافتِ راشدہ'' تاریخِ عالم میں ہے کہلائی

۲۰۔ لسانی مطالعے ، پروفیسر غازی علم الدین، ۲۰۱۵ء، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، صفحات: ۲۷۲، قیمت: ۲۸۰ ہندوستانی روپے، برائے رابطہ: ۰۳۴۵-۹۷۲۲۳۳۱

معروف محقق، دانشور اور ماہرِ لسانیات پروفیسر غازی علم الدین کی کتاب **لسانی مطالعے** کی اشاعتِ ثانی ہمارے پیشِ نظر ہے۔ یہ کتاب پہلی بار مئی ۲۰۱۲ء میں مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد (پاکستان) نے شائع کی تھی، جس پر پاکستان، ہندوستان، برطانیہ، ترکی اور کینیڈا کے ساٹھ سے زائد ادیبوں نے اس کتاب کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھتے ہوئے علمی و ادبی جرائد اور اخبارات کے ایڈیشنوں میں بھرپور تنقیدی مضامین لکھے۔ ہندوستان میں اس کتاب کی زیادہ پزیرائی ہوئی یہاں اس کتاب پر دو کتابیں بھی لکھی گئیں جنھیں ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی نے شائع کیا۔ **لسانی مطالعے** کے بطن سے ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے **لسانی لغت** (غازی علم الدین کے حوالے سے) مرتب کی۔ بعد ازاں انھوں نے **لسانی مطالعے** پر اردو دنیا میں شائع ہونے والے مضامین کو **اردو: معیار اور استعمال** (غازی علم دین کی کتاب **لسانی مطالعے** کے حوالے سے) کے عنوان سے مرتب کیا۔

پروفیسر مسعود علی بیگ (شعبۂ لسانیات، فیکلٹی آف آرٹس، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) رقم طراز ہیں:

''معیار اور اصلاحِ زبان سے (پروفیسر) غازی علم الدین کی دلچسپی ایک نمایاں وصف کے طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ زبان کی سماجیات (*Sociology of Language*) کی طرز پر اپنے مقدمات قائم کرتے ہیں اور تہذیب و ثقافت کے کسی بھی پہلو کو نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیتے۔ تو جناب! اردو کی عظیم الشان تہذیبی روایت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے یہ مضامین کسی نعمت سے کم نہیں۔ تحقیقی مواد، تجزیے، موضوعات اور تدریسی راہ نمائی کے لحاظ سے ان مضامین میں ایک خوش گوار امتزاج و توازن بھی بخوبی موجود ہے۔ یعنی کچھ تاریخ (الفاظ معنی بدلتے ہیں) کچھ تحقیق (لسانی تحقیق کے کچھ نئے زاویے، املاء میں الفاظ کی جداگانہ حیثیت سے انحراف، اردو میں مستعمل عربی الفاظ کی تشکیلی اور معنوی وسعت) کسی قدر سماجی نفسیات (زبان و بیان پر معاشرے کے اخلاقی انحطاط کا اثر، اردو عربی لسانی تعلق اور اصلاحِ زبان وادب، اردو کا ملّی تشخص اور کردار) کچھ فکرِ فردا بھی (الفاظ کا تخلیقی، معنوی اور اصطلاحی پس منظر، قومی زبان اور ہمارے نشریاتی ادارے) شامل ہے۔''

تقابلِ لسانیات اور اردو صوتیات کے موضوع پر یہ کتاب اردو زبان و ادب کے اساتذہ و طلباء دونوں کے لیے یکساں مفید ہے اور اس لائق ہے کہ اسے بار بار پڑھا جائے۔

۲۱۔ گلدستۂ شاہد احمد دہلوی ، راشد اشرف، اگست ۲۰۱۵ء، کراچی: بزمِ تخلیق ادب پاکستان، صفحات: ۴۴۰، قیمت: ۴۰۰، برائے رابطہ: ۰۳۳۱۲۱۱۶۲۳۵، برقی پتا: zest70pk@gmail.com

شاہد احمد دہلوی (۲۲ رمئی ۱۹۰۶ء - ۲۷ رمئی ۱۹۶۷ء) ایک کثیر التحریر مصنف، ایک موقر ادبی جریدے ''ساقی'' کے

مدیر، ایک عمدہ خاکہ نگار، دلّی کی ٹکسالی زبان کے امین، ماہر مترجم، بہترین موسیقار اور دلّی کی تصویر تھے۔ پیش نظر کتاب شاہد احمد دہلوی کے خاکوں اور متفرق تحریروں کا مجموعہ ہے۔ کتاب کے چار حصے ہیں۔ حصہ اول: ''ساقی'' کے اداریوں، تعزیتی شذرات و خاکوں، حصہ دوم: ''ساقی'' سے شاہد احمد دہلوی کی منتخب تحریروں، حصہ سوم: شاہد احمد دہلوی پر لکھے چند اہم خاکوں اور حصہ چہارم: ''ساقی'' و دیگر جرائد سے یادگار و کم یاب تصویروں اور خانوادۂ شاہد دہلوی کی چند یادگار تصویروں پر مشتمل ہے۔

مرتبِ کتاب راشد اشرف لکھتے ہیں:

> ''گلدستۂ شاہد (احمد دہلوی) کو ترتیب دیتے وقت اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ شاہد احمد دہلوی پر مرتب کی گئی دیگر کتابوں میں موجود مواد کو دوہرایا نہ جائے۔ البتہ نگاہِ اوّلین (ساقی کے اداریے) کے چند تعزیتی شذرات اور ''آل انڈیا ریڈیو اور ہارمونیم'' نامی مضمون کو دیگر سلسلہ وار تحریروں کی مناسبت سے شامل کیا گیا ہے۔
> ساقی کا اجراء جنوری ۱۹۳۰ء میں ہوا تھا۔ جنوری تا مارچ کے اداریوں کو خصوصی طور پر شامل کیا گیا ہے کہ ان کے مطالعے سے اس دور کے ادبی ماحول اور ساقی کے اجرا کے اغراض و مقاصد کا علم ہوتا ہے۔...... ستمبر، اکتوبر ۱۹۳۰ء کے ساقی کے نگاہِ اوّلین کو خصوصی طور پر شامل کیا گیا ہے۔ اس کے مطالعے سے شاہد احمد دہلوی کا وہ غصہ آور، تندو تیز روپ، وہ مزاج سامنے آتا ہے جو ان کو عموماً اس وقت اپنی گرفت میں لے لیتا تھا جب وہ کسی سے ناراض ہو جاتے تھے۔ اور ناراضگی بھی بھلا ایسی ویسی؟''

پیش نظر کتاب اپنے موضوع پر ایک عمدہ کتاب ہے اور سلیقے سے شائع ہوئی ہے۔ راشد اشرف کی مرتبہ دیگر کتابوں میں: ابن صفی. کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا (۲۰۱۲ء)، ابن صفی. شخصیت اور فن (۲۰۱۳ء)، مولانا عبدالسلام نیازی. آفتاب علم و عرفان (۲۰۱۴ء)، طرزِ بیاں اور. پرانی کتابوں کا اردو بازار، (خود نوشتوں پر تبصرے اور متفرق تحریریں) (۲۰۱۴ء)، چراغ حسن حسرت. ہم تم کو نہیں بھولے (۲۰۱۴ء) اور حیرت کدہ (خودنوشتوں سے ماورائے عقل واقعات) (۲۰۱۵ء) شامل ہیں۔

۲۲۔ عطا الحق قاسمی. شگفتہ مسافر ،سکندر حیات میکن، ۲۰۱۲ء، سرگودھا: لاہور بکس، صفحات: ۸۰، قیمت: ۲۰۰ روپے، برائے رابطہ: ۰۳۴۶-۸۶۰۴۰۸۶

پیش نظر مختصر سی کتاب اردو ادب کے صاحبِ اسلوب قلم کار اور معروف کالم نگار عطاء الحق قاسمی (پ: ۱۹۴۳ء، امرتسر) کے چار سفرناموں: ۱۔ شوق آوارگی ۲۔ گوروں کے دیس میں ۳۔ دلّی دور است ۴۔ دنیا خوبصورت ھے، کے تجزیاتی مطالعے پر مشتمل ہے۔ عطاء الحق قاسمی کے فن کی متنوع جہتیں ہیں۔ قاسمی صاحب ادیب، شاعر، کالم نگار، سفرنامہ نگار، خاکہ نگار، مزاح نگار، ڈرامہ نگار اور معروف ادبی جریدے ''معاصر'' کے مدیر ہیں۔ ناروے میں دو سال بحیثیت سفیر بھی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ آج کل الحمرا آرٹس کونسل لاہور کے صدر نشین ہیں۔

ڈاکٹر سکندر حیات میکن کی پیشِ نظر کتاب ان کی قاسمی صاحب سے محبت کا ایک اظہار ہے۔کتاب کی ابتداء میں عطاء الحق قاسمی کا مختصر تعارف اور اردو سفر نامے کی روایت کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ۔ بعد ازاں ترتیب وار مذکورہ بالا چار سفر ناموں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔آخر میں قاسمی صاحب کی چند تصاویر بھی دی گئی ہیں۔میکن صاحب گورنمنٹ کالج شاہ پور صدر (سرگودھا) میں اردو کے استاد ہیں اور یہ ان کی پہلی کتاب ہے۔

۲۳۔ ماتم یک شہرِ آرزو ،ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر، دسمبر۲۰۱۴ء، کراچی: قرطاس، صفحات:۱۵۴، قیمت: ۱۴۰، برائے رابطہ: فون: ۰۳۲۱-۳۸۹۹۹۰۹، برقی پتا: saudzaheer@gmail.com

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر کے افسانوں کا تیسرا مجموعہ ماتم یک شہرِ آرزو ہمارے پیشِ نظر ہے۔اس مجموعے میں پندرہ افسانے شامل ہیں۔جن کے عنوانات یہ ہیں: ۱۔... ماتم یک شہرِ آرزو، ۲۔ زندگی، ۳۔ زخم، ۴۔ سناٹے، ۵۔ اسیرِ حیات، ۶۔ کالی، ۷۔ سانول موڑ مہار، ۸۔ دھاندلی، ۹۔ بارے آرام سے ہیں... ، ۱۰۔ سودا، ۱۱۔ نو وار ڈاٹ کام (no.war.com) ۱۲۔ کتھارسس (Catharsis) ۱۳۔ جھٹکا، ۱۴۔ خالی گھر (Abandon House) ۱۵۔ تضاد۔ یہ افسانے اپنے عنوانات کی طرح اگرچہ مختصر لیکن زندگی کی تلخ حقیقتوں کی تصویر ہیں۔ بیشتر افسانے بے وفائی، سرد مہری، نارسائی اور احساسِ تنہائی یعنی غمِ جاں کا اظہار ہیں۔مثلاً: سناٹے، دھاندلی، سانول موڑ مہار، وغیرہ۔ جب کہ ''بارے آرام سے ہیں...'' اور ''نو وار ڈاٹ کام'' غمِ جہاں کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر نگار سجاد کی دیگر ادبی تخلیقات میں: دستِ قاتل (افسانے۔۱۹۹۵ء)، بارِ ہستی (افسانے۔۲۰۰۰ء)، سوادِ شام سے پہلے (شاعری۔۲۰۰۱ء) اور دشتِ امکاں (سفرنامۂ نجد و حجاز۔۲۰۰۳ء/۲۰۰۹ء) شامل ہیں۔

۲۴۔ مقصود الٰھی شیخ.ادب ساز و ادب نواز ،میمونہ روحی، نومبر۲۰۱۴ء، کراچی: نعمانی پرنٹنگ پریس: لکھنؤ (انڈیا)، صفحات:۲۴۴، قیمت: ۴۰۰، ملنے کا پتہ: فضلی بک سپر مارکیٹ، اردو بازار، کراچی۔

معروف افسانہ نگار، ناول نگار، صحافی اور مدیر مقصود الٰہی شیخ (پ:۱۹۳۴ء)، زمانۂ طالب علمی سے ہی علمی و ادبی ذوق رکھتے ہیں۔طالبِ علمی کے زمانے میں پبلک ہائی اسکول گجرات کے میگزین ''فانوس'' کے اسٹوڈنٹ ایڈیٹر رہے۔''جائزہ'' اور ''نیا تحفہ'' کے نام سے دو رسالے اپنے قیامِ پاکستان کے زمانے میں اپنے ابتدائی دور میں نکالے۔ملازمت کے سلسلے میں گجرات سے راولپنڈی منتقل ہوئے تو ''جائزہ'' اور ''نیا تحفہ'' کی جگہ ماہنامہ ''نغمات'' نے لے لی۔''نغمات'' کو راولپنڈی کے پہلے فلمی، سیاسی و ادبی ماہنامے کی حیثیت حاصل ہے۔شیخ صاحب کا شمار مستقل لکھنے والوں میں ہوتا ہے۔۳۱ مئی ۱۹۶۲ء کو برطانیہ منتقل ہو گئے لیکن پاک و ہند کے ادبی رسائل و جرائد میں مسلسل لکھتے رہے۔ برطانیہ سے دو ادبی رسائل ''راوی'' اور ''مخزن'' کا اجراء کیا۔ ہفت روزہ ''راوی'' پچیس سال شائع ہوتا رہا۔''مخزن'' کے دس شمارے شائع ہو چکے ہیں۔شیخ صاحب نے اردو افسانے میں ایک نئی صنف کا اضافہ کیا ہے جس کو انھوں نے پوپ کہانی کا نام دیا ہے۔دیارِ غیر میں اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے ان کی کاوشیں

قابل قدر ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں انھیں ''جسٹس آف پیس'' کا اعزاز ملا۔ ۱۴ اراگست ۲۰۰۹ کو حکومت پاکستان نے تمغۂ امتیاز سے نوازا۔

پیش نظر کتاب مقصود الٰھی شیخ. ادب ساز و ادب نواز دراصل میمونہ روحی صاحبہ کا تحقیقی مقالہ ہے جو ایم۔ فل اردو کی جزوی تکمیل کے سلسلے میں قلم بند کیا گیا تھا۔

۲۵۔ ایک گریزاں لمحہ، فہیم اختر، اپریل ۲۰۱۴ء، ممبئی: کتاب دار، صفحات: ۱۵۹، قیمت: ۲۰۰ ہندوستانی روپے، برائے رابطہ: ۰۷۹۴۷۳۳۰۳۶۳، برقی پتا: fahimakhteruk@yahoo.co.uk

فہیم اختر برطانیہ میں مقیم ہندوستانی ادیب ہیں۔ کلکتہ میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم پائی۔ ادبی ذوق شروع سے رکھتے تھے۔ ۱۹۹۳ء میں ایک مضمون ''نیا افق'' لکھا جسے لوگوں نے پسند کیا اور آل انڈیا ریڈیو سے نشر بھی ہوا۔ اسی زمانے میں تلاشِ معاش کے سلسلے میں کلکتہ سے ہجرت کر کے لندن آ گئے۔ لندن آنے کے بعد یہاں کے تعلیمی اداروں سے سوشل ورک میں ٹریننگ اور اسناد حاصل کیں اور بالآخر اسی کو ذریعۂ معاش بنایا۔ سماجی خدمات کے اعتراف میں ۲۰۱۱ء میں انھیں *Civic Award for community contribution* سے نوازا گیا اور ۲۰۱۲ء میں ان کا نام *Asian who's who magazine* میں شامل ہوا۔

ہمارے پیش نظر فہیم اختر کا افسانوں کا پہلا مجموعہ ہے جس میں ایک گریزاں لمحہ سمیت بیس افسانے شامل ہیں۔ فہیم اختر کے افسانوں کے بارے میں ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں:

> ''فہیم اختر آج کل کے عام افسانہ نگاروں کی طرح ہیں بھی، اور نہیں بھی۔ ہیں اس معنی میں کہ انھوں نے اپنے گرد و پیش کی دنیا اور اس کے مسائل کے بارے میں لکھا ہے۔ نہیں ہیں، اس وجہ سے کہ ان کے یہاں تھوڑا بہت حزن اور تھوڑا بہت احساسِ جمال بھی ہے۔ یہ صفت عام افسانہ نگاروں میں عموماً نظر نہیں آتی...... غیر مقیم ہندوستانی ادیبوں کی طرح فہیم اختر نے صرف غیر مقیم ہندوستانیوں کے مسائل کو اپنا موضوع نہیں بنایا ہے۔ وہ انسانی زندگی کے مسائل کو براہِ راست بھی برت سکتے ہیں بعض جگہ جذباتیت غالب آ جاتی ہے تو بعض جگہ انسانی پہلو زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے۔''

۲۶۔ میرا عکس مجھ سے بچھڑ گیا، شوکت زریں چغتائی، ۲۰۱۵ء، کراچی: بزم تخلیق ادب پاکستان، صفحات: ۱۸۴، قیمت: ۳۰۰، برائے رابطہ: ۰۳۲۱-۸۲۹۱۹۰۸۔

شوکت زریں چغتائی (۱۹۸۴-۲۰۰۹ء) کا شمار نسبتاً کم معروف شعراء میں ہوتا ہے۔ تاہم ۷۰ سے ۸۰ کی دہائی تک ان کی نگارشات پاکستان کے کئی جرائد میں باقاعدگی سے چھپتی تھیں۔ جرائد کے مدیران سے ان کی خط کتابت بھی ہوتی تھی۔ شوکت زریں نے ۱۹۷۶ء میں ''مولوی محمد اسماعیل میرٹھی اور بچوں کی نفسیات'' کے موضوع پر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی نگرانی میں ایم فل کیا۔ ۱۹۹۰ء میں ''اردو نعت کے جدید رجحانات'' کے موضوع پر ڈاکٹر نجم الاسلام کی نگرانی میں پی ایچ۔ڈی کیا۔ مذکورہ مقالہ ۲۰۱۰ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں ان کا ایک شعری مجموعہ ادھورے خواب کے عنوان سے بھی

شائع ہو چکا ہے۔

ہمارے پیشِ نظر زرّیں چغتائی کا دوسرا شعری مجموعہ میرا عکس مجھ سے بچھڑ گیا ہے۔کتاب کا پیش لفظ سید معراج جامی صاحب نے ''شوکت زریں کا شعری سرمایہ'' کے عنوان سے رقم کیا ہے۔شوکت زریں چغتائی کے اشعار میں تنہائی، محرومی اور یاسیت کا اظہار واضح طور پر نظر آتا ہے اور اس حزن و یاس کی سب سے بڑی وجہ ان کی زندگی کی تنہائی ہے۔

چند متفرق اشعار ملاحظہ کیجیے:

تھے بارشوں کے رنگ مگر بارشیں نہ تھیں   گویا خزاں کا رنگ ابھی تک شجر میں تھا

خواب میں اترتے ہیں عکس اس کی باتوں کے   بے سبب خیالوں میں ایک دیا جلاتے ہیں

رُت بدلنے کا نہ احساس نہ خوشبو کا اثر   یوں کبھی دیکھ سکا اپنا تماشا کوئی

۲۷۔ بادۂ ناخوردہ، شاعر نذر صابری، تدوین و تقدیم ارشد محمود ناشاد، سرمد اکادمی، اٹک، ۲۰۱۵ء، صفحات: ۱۰۸، قیمت: ۲۰۰ روپے، برائے رابطہ: ۵۳۹۱۱۴۰-۰۳۰۰۔

نذر صابری (۱۹۲۳ء-۲۰۱۳ء) کے فارسی کلام بادۂ ناخوردہ جس کی تدوین و تقدیم ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد (شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد) نے کی، ہمارے پیشِ نظر ہے۔ نذر صابری درویش صفت اور صوفی مزاج عالم تھے۔ وہ مخطوطہ شناس، کتاب شناس، کتاب دوست، ادیب، شاعر اور محقق تھے۔ انہوں نے اٹک جیسی دور افتادہ جگہ پر بیٹھ کر جو کام کیا اس نے پوری دنیا کے اصحابِ علم و فضل کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اپنے کلام کی اشاعت سے عموماً گریزاں رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کا کل فارسی سرمایہ بادۂ ناخوردہ کی صورت میں جمع کرنے کی کوشش ان کے ایک شاگردِ رشید (ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد) نے کی ہے۔

اس مجموعۂ اشعار فارسی میں غزل، مثنوی اور قطعہ کی اصناف ملتی ہیں اکثر و بیشتر تخلیقات کا موضوع حمد، نعت، تصوف، عشق اور مدح مرشد ہے۔ رومی، خسرو اور حافظ جیسے اکابر سخن کو خراجِ ارادت بھی پیش کیا گیا ہے اور کچھ منظومات کا تعلق شاعر کی قلبی وارداتوں سے ہے۔

گوشۂ قارئین

محترمہ ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر صاحبہ
مدیر شش ماہی ''الایام''
کراچی۔

السلام علیکم۔امید ہے آپ مع الخیر ہوں گی۔

''الایام'' کا شمارہ نمبر ۱۱ (جنوری - جون ۲۰۱۵ء) موصول ہوا اور میں نے اس کے بالاستیعاب مطالعے سے اپنے قلب و ذہن کو منور کیا۔اس گراں قدر تحفے کا کماحقہ، شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں۔اردو اور انگریزی دونوں حصوں کے تمام ہی مقالات و مضامین نہایت وقیع ہیں۔تاہم میں چند ایک پر اپنی ناچیز رائے کا اظہار کر رہا ہوں۔

''اداریہ'' عملاً دو موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔پہلا حصہ پاکستان کی معیشت سے متعلق ہے جس میں آپ نے بجا طور پر چار بنیادی ''خبائث'' کی نشاندہی کی ہے یعنی:

(۱) اندرونی اور بیرونی قرضے (۲) بدعنوانی
(۳) جاگیرداری نظام (۴) غیر عادلانہ نظام بنکاری

ہماری معیشت کے اول الذکر ''ستون'' (قرضوں) کے بارے میں انور مسعود صاحب کا یہ قطعہ آپ کے قارئین کے لیے باعث دلچسپی ہوگا:

قرض لینا بھی اک ضرورت ہے
یہ ضرورت عذاب کی سی ہے
''بارہا اس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اضطراب کی سی ہے''